ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL

QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ... سہ ماہی ...

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۲ | مورخہ ۹ جولائی ۱۹۲۵ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں

کانفرنس مذاہب لنڈن کی مفصل رُوئداد چھپکر شائع ہو گئی ہے۔ اور اس ہفتہ دفتر ڈاک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ میں اس کی ۲۵ کاپیاں موصول ہوئی ہیں پانسو صفحہ کی کتاب ہے۔ قیمت چودہ روپے۔ جو صاحب منگانا چاہیں۔ دفتر مذکور سے منگا سکتے ہیں۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب کو ان کی اہلیہ صاحبہ کی بیماری کی اطلاع بذریعہ تار دی گئی تھی۔ جسپر وہ قادیان تشریف لے آئے ہیں ؛

خدا کے فضل سے بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں ان دنوں لڑکوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے اندرون قصبہ کے علاوہ محلہ دار الفضل میں مولوی محمد دین صاحب مبلغ امریکہ کی کوٹھی بھی ان کیلئے لی گئی ہے

جناب چوہدری نصر اللہ خان صاحب ناظر اعلیٰ اپنے وطن تشریف لے گئے ہیں۔ اور انکی بجائے جناب ذوالفقار علیخان صاحب ناظر اعلیٰ مقرر کئے گئے ہیں

نظم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا کلام

(یہ نظم ۱۹۲۱ء کی ہے)

ہوتا تھا کبھی میں بھی کسی آنکھ کا تارا
بتلاتے تھے اک قیمتی دل کا مجھے پارا

دُنیا کی نگہ پڑتی تھی جن ماہ وشوں پر
وہ بھی مجھے رکھتے تھے دل و جان سے پیارا

ہو جاتی تھی موجود ہر اک نعمتِ دُنیا
بس چاہئے ہوتا تھا مرا ایک اشارا

محبوبوں کا محبوب تھا دلداروں کا دلدار
معشوقوں کا معشوق دُلاروں کا دُلارا

تھوڑی سی بھی تکلیف میری اُنپہ گراں تھی
کرتے نہ تھے اک کانٹے کا چبھنا بھی گوارا

یا آج مرے حال پہ روتا ہے فلک بھی
سوُرج کا جگر بھی ہے غم و رنج سے پارا

یا غیر بھی آکر مری کرتے تھے خوشامد
یا اپنوں نے بھی ذہن سے اپنے ہے اُتارا

یا مری ہنسی بھی تھی عبادت ہی میں داخل
یا زہد و تعبّد میں بھی پاتا ہوں خسارا

یا کند چھری ہاتھ میں دیتا نہ تھا کوئی — یا زخموں سے اب جسم مرا چور ہے سارا
یا زانوئے دلدار مرا تکیہ تھا۔ یا اب — سر رکھنے کو ملتا نہیں پتھر کا سہارا
جو گھنٹوں محبت سے کیا کرتے تھے باتیں — اب سامنے آنے سے بھی کرتے ہیں کنارا
جس پر مجھے امید تھی شافع مرا ہو گا — اس ساعت عسرت میں ہی اس نے بھی بسارا
ہے صبر جو جاں سوز تو فریاد حیا سوز — بے تاب خموشی ہے نہ گویائی کا یارا
قوت تو مجھے چھوڑ ہی چکی تھی کبھی کی — اب صبر بھی کیا جانے کدھر کو ہے سدھارا
اب نکلوں تو کس طرح ان آفات سے نکلوں — یہ ایسا سمندر ہے نہیں جس کا کنارا
سالک تھا اسی فکر و غم و رنج میں ڈوبا — ناگاہ اسے ہاتف غیبی نے پکارا
اے صید مصائب لگہ یار کے کشتے — جس نے تجھے مارا ہے وہی ہے ترا چارا
تکلیف میں ہوتا نہیں کوئی بھی کسی کا — احباب بھی کر جاتے ہیں اسوقت کنارا
مرنا ہے تو اس در پہ ہی مر جی تو وہیں جی — ہو گا تو وہیں ہو گا ترے درد کا چارا
مانا کہ ترے پاس نہیں دولت اعمال — مانا ترا دنیا میں نہیں کوئی سہارا
پر صورت احوال انہیں جا کے بتا تو — شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

علاقہ ارتداد میں احمدی مبلغین کی مساعی کے نتائج

ارتداد سے توبہ

آریوں کا سب سے بڑا قلعہ علاقہ متھرا میں موضع نوگاؤں ہے۔ اور اس گاؤں پر تمام علاقہ کی شدھی کا انحصار ہے جس روز خدا وند کریم کے فضل و کرم سے یہ قلعہ فتح ہوا تمام کے تمام مرتدین اسلام میں واپس آ جائیں گے۔ آریوں نے اس قلعہ کو مضبوط کرنے کے لئے زر کثیر خرچ کیا۔ اور کر رہے ہیں۔ مگر وہ ٹوٹنا شروع ہو گیا ہے۔ اور نصف کے قریب مرتدین اس گاؤں میں شدھی کا جال توڑ کر آزاد ہو گئے ہیں۔ مسلمان ملکانوں سے اب ان کی علیحدگی نہیں رہی۔ کھان پان حقہ پانی مسلمان ملکانوں سے کر رہے ہیں۔ اور بیاہ شادیاں بھی نکاح سے کر رہے ہیں۔ امید ہے عنقریب وہ نام کی شدھی کو بھی کسی روز جواب دیدیں گے۔ حال میں جن لوگوں نے شدھی توڑ دی ہے۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) نوہر خان معہ بیوی بچے - ۵ کس موضع نوگاؤں
(۲) چھدا معہ بیوی بچے - ۴ کس = موضع نوگاؤں
(۳) طوطا ولد بھی لعل = موضع ساندھن

احمدی جماعت! یہ سب کچھ خدا وند کریم کے فضل کے ساتھ تیری مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ اور اب کسی قسم کی سستی دکھلانے کا وقت نہیں ہے۔ وہ بیج جو تو نے بہت سی مصیبتیں جھیل کر بویا تھا۔ اب پکنے کو ہے۔ اس کے کاٹنے کا فکر کر۔ اور ایک دفعہ پھر سخت حملہ کر تا وہ شدھی کا قلعہ جس کی دیواریں بوسیدہ اور خستہ ہو چکی ہیں۔ بالکل فتح ہو جائے۔

خاکسار نور احمد احمدی امیر حلقہ آگرہ و متھرا

احمدیہ مشن لنڈن اور ایک معزز غیر احمدی

جناب قاضی ولی محمد صاحب دبیر الانشا سکرٹری بھوپال لیجسلیٹو کونسل ولایت سے مولوی محمد عثمان صاحب احمدی لکھنوی کو اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:-

"میں سوچ رہا تھا۔ کہ کچھ بٹنی کو دیکھنے کے بعد آپ کو خط لکھوں۔ لیکن اب تک وہاں نہ جا سکا۔ باوجودیکہ آپ کے واعظین نے کئی بار مدعو کیا۔ لیکن خیر انشاء اللہ تعالیٰ جلد جاؤنگا ان کے کام سے میں بہت خوش ہوں۔ ہائڈ پارک میں ان کا لیکچر سن چکا ہوں۔ اور خوشی کی بات ہے۔ کہ سب سے زیادہ سامعین کی تعداد انہیں کے حلقہ میں تھی۔ ہائڈ پارک میں ایک بڑا میدان ہے۔ جہاں ۲۰-۲۰-۳۰-۳۰ گز کے فاصلہ پر مشنری کھڑے ہو کر عیسائیت۔ اسلام۔ ترک شراب۔ لیبر۔ سوشلزم وغیرہ پر لیکچر دیتے رہتے ہیں۔ اور تماشائی کھڑے ہو کر تھوڑی دیر تماشہ دیکھ کر رخصت ہو جاتے ہیں۔ آپ کے مشنری کے حلقہ میں غالباً سو سوا سو آدمی تھے۔ دیگر حلقہ جات میں ۴۰-۵۰ سے زائد نہ تھے۔ لیکچر خوب زور و شور سے دیا جا رہا تھا"

دسوہہ میں احمدی مبلغین کے لیکچر

دسوہہ ضلع ہوشیارپور میں آریوں کا جلسہ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ جون ۱۹۲۵ء کو منعقد ہوا۔ جس میں انہوں نے اسلام کے خلاف اور بانی اسلام کے خلاف نہایت ناپاک اور گندے اعتراضات کئے جن سے عام مسلمانوں میں جوش پیدا ہو گیا۔ اور انہوں نے ہم سے درخواست کی کہ قادیان سے ہم علماء منگوائیں۔ چنانچہ میر قاسم علی صاحب مہاشہ فضل حسین صاحب اور مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل کو بلایا گیا۔ تینوں احباب ۱۹ جون ۱۹۲۵ء کو یہاں پہنچے دوسرے دن مولوی محمد یار صاحب کی تقریر اسلام اور دیگر مذاہب پر ہوئی۔ جس میں آپ نے بتایا۔ کہ وید اور دوسری کتب جنہیں الہامی کتابیں ہونے کا دعوےٰ ہے۔ وہ اس زمانہ میں ناکافی ہیں۔ اور دلائل سے ثابت کیا۔ کہ قرآن مجید ہی ایسی کتاب ہے۔ جو قیامت تک کیلئے کافی ہے۔ مولوی صاحب کی تقریر بہت عام فہم تھی۔ جس سے ہر خاص و عام نے حظ اٹھایا۔ اسکے بعد مہاشہ فضل حسین صاحب کی تقریر تحریف وید پر ہوئی۔ آپ نے کئی حوالوں سے ثابت کیا۔ کہ وید میں تحریف ہو چکی ہے۔ یہ بات کہ مہاشہ صاحب سنسکرت کے منتر زبر پڑھتے تھے ایک خاص اثر رکھتی تھی۔ تقریر کے ختم ہونے کے بعد مولوی محمد عبداللہ صاحب قصوری نے جو صدر جلسہ تھے۔ اور جن پر مہاشہ صاحب کا خاص اثر معلوم ہوتا تھا۔ مہاشہ صاحب سے سنسکرت پڑھنے کا شوق ظاہر کیا۔

دوسرے دن جناب میر قاسم علی صاحب کا لیکچر نیوگ پر تھا۔ آپ نے اس مسئلہ پر خوب روشنی ڈالی۔ جس سے لوگوں کو دھرمی مبلغ کی زبان سے ویدک دھرم کا پول معلوم ہو گیا۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ اس لئے میر صاحب کو تقریر بند کرنا پڑی۔ نماز کے بعد آپ نے لیکچر دیا۔ جس میں بتایا۔ آریوں کے رشی پنڈت دیانند صاحب نے جو تعلیم اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں دی ہے۔ وہ ناقابل عمل ہے۔ تقریر دو گھنٹہ تک مسلسل جاری رہی۔ میر صاحب موصوف نے بعض ایسے حوالہ جات پیش کئے۔ جو بڑے بڑے مشہور مناظرین کی نگاہ میں بھی بالکل نئے تھے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی چند حوالہ جات نوٹ کئے۔ لوگوں پر احمدی علماء کی پرزور تقریروں کا خاص اثر ہے۔ فقط۔ والسلام۔ خاکسار۔ عبدالغنی خان احمدی سیکرٹری تعلیم و تربیت انجمن احمدیہ دسوہہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۹ جولائی ۱۹۲۵ء

الفضل تیرھویں (۱۳) سال میں

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ الفضل کی بارھویں جلد ختم ہو کر تیرھویں شروع ہو رہی ہے۔ گذشتہ سال محض خدا کے فضل و کرم سے الفضل کو جو خدمات سرانجام دینے کا موقعہ میسر آیا۔ اس کو مد نظر رکھ کر کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ سال نہایت ہی کامیاب اور مبارک سال تھا۔ جلد ۱۲ کے شروع ہونے سے قبل

الفضل کی ترقی

کے متعلق دو خیال مد نظر تھے۔ ایک تو یہ کہ اخبار چھوٹے سائز (۱۸ × ۲۲) پر ہی چھپے۔ اور ہفتہ میں دو بار ۱۲ صفحہ کی بجائے تین بار ۸ صفحہ کر دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ اخبار بے شک ہفتہ میں دو ہی بار۔ مگر اسی حجم پر بڑا سائز (۲۰ × ۲۶) کر دیا جائے۔ آخر یہی مناسب اور مفید سمجھا گیا۔ کہ سائز بڑا کر دیا جائے۔ اور ۱۲ صفحہ کے حجم پر ہفتہ میں دو بار ہی شائع ہو۔ اسی شکل و صورت میں

بارھویں جلد کا پہلا پرچہ

شائع کیا گیا جس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے باوجود دن رات کی اس بے حد مصروفیت کے جو حضور کو کانفرنس مذاہب لنڈن کے لئے مضمون رقم فرمانے کی وجہ سے تھی۔ ایک نہایت ہی دلکش مضمون جو حضور کی زندگی کے نہایت اہم واقعات اور حالات پر مشتمل تھا۔ تحریر کر کے مرحمت فرمایا۔ انہی حالات کے سلسلہ میں حضور نے الفضل کے اجراء کی مساعی اور اس کے متعلق خاندان حضرت مسیح موعود کے بزرگ ترین افراد کی مالی قربانیوں کا ذکر کیا۔ جو اس امر کا یقین دلانے کے لئے کافی تھا۔ کہ

الفضل جماعت احمدیہ کی نہایت ہی قیمتی چیز

ہے جس کی بنیاد حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا۔ حرم اول حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے مالی ایثار پر رکھی گئی۔ اور بنیاد رکھنے والا اس وجود کو بنایا گیا جو

وہ مقدس اور پاک انسان ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے

ساری جماعت کا امام اور مقتداء

بنایا۔

اس مضمون میں حضور نے الفضل کے متعلق تحریر فرمایا تھا۔ "اب وہ پھر اپنے پرانے سائز پر چھپنا شروع ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ یہ ترقی مبارک کرے۔ ترقی اس لئے کہ گو سائز اس کا پرانا ہو گا۔ مگر اب وہ ہفتہ میں دو بار نکلے گا۔ اور پہلے وہ ہفتہ میں ایک بار نکلتا تھا۔"

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس ترقی پر ایک سال گذرنے کے بعد نہایت شکر گذار دل کے ساتھ ہم آج یہ کہنے کے قابل ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضور کی اس دعا کے مطابق "الفضل" کیلئے یہ ترقی ہر طرح مبارک کی۔ حضور نے جس وقت یہ دعا فرمائی۔ اس وقت اخبار ہفتہ میں دو بار نکلتا تھا۔ اور پہلے سائز پر دو بار نکلنے کو ہی حضور نے ترقی قرار دیا تھا۔ اس وقت یہ خیال میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ کہ اس دعا کے چند ہی دن بعد الفضل

ترقی کی طرف ایک اور قدم

بڑھا سکے گا۔ یعنی دو بار کی بجائے تین بار شائع ہو گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور کرم سے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ ایک مہینہ کے اندر اندر اخبار دو بار کی بجائے تین بار شائع ہونے لگ گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفر یورپ پر روانگی نے ایک طرف تو کارکنان اخبار کو اس اہم ضرورت کی طرف متوجہ کیا۔ کہ حضور کے سفر کے حالات اور واقعات جلد سے جلد اور مفصل جماعت تک پہنچائے جائیں۔ اور دوسری طرف جماعت اس قدر منتظر اور مشتاق بیٹھی تھی کہ اگر دوسرے دن شائع کرنے کی بجائے

روزانہ اخبار

کر دیا جاتا۔ تو بھی وہ بڑی خوشی کے ساتھ زائد اخراجات ادا کر دیتی۔ اور یقیناً اس وقت اخبار روزانہ ہی ہو جاتا۔ اگر قادیان میں تار ہوتی۔ اور تار برقی خبریں براہ راست پہنچ سکتیں۔ لیکن چونکہ ایسا نہ تھا۔ اور برقی خبریں حاصل کرنے میں بہت دقت اور تاخیر واقعہ ہوتی تھی۔ اس لئے اخبار کو روزانہ تو نہ کیا جا سکا۔ مگر دوسرے دن شائع کرنا شروع کر دیا گیا۔ جس پر جماعت نے اپنی مسرت اور خوشی کا عملی طور پر اظہار کرتے ہوئے نہ صرف قیمت کا اضافہ منظور کیا۔ بلکہ خریداروں میں ایک کافی تعداد میں اضافہ ہو گیا۔ اگر چہ یہ مسرت کا امر ہے۔ کہ یہ اضافہ مستقل طور پر قائم رہا ہے

اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی سفر سے واپسی پر اس میں بہت کچھ کمی واقع ہو گئی۔ لیکن اس نے کارکنان الفضل کو اس قدر جرأت دلا دی۔ کہ اخبار جسے عارضی طور پر صرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے عرصہ سفر تک ہفتہ میں تین بار کیا گیا تھا۔

مستقل طور پر ہفتہ میں تین بار

کر دیا۔ اور اس طرح محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دعا کی برکت سے "الفضل" نے اس سال دوہری ترقی حاصل کی۔ اور الفضل کی یہ دونوں خواہشیں کہ (۱) اخبار بڑے سائز پر شائع ہو۔ (۲) ہفتہ میں تین بار ہو۔ خدا تعالیٰ نے اکٹھی پوری کر دیں۔ الحمد للہ۔

لیکن صاف بات ہے۔ کہ ترقی کی طرف قدم بڑھانے سے

اخراجات میں اضافہ

ہونا لازمی امر ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ یک لخت دوہری ترقی سے الفضل کے اخراجات بھی پہلے کی نسبت بہت بڑھ گئے ہیں۔ اور اگرچہ ایک روپیہ سالانہ قیمت میں اضافہ کیا گیا ہے۔ مگر یہ اخراجات کے مقابلہ میں کافی نہیں۔ اور میرے خیال میں موجودہ صورت میں اس سے زیادہ اضافہ مناسب بھی نہیں ہے۔ ان حالات میں اخراجات پورا کرنے کی اگر کوئی صورت ہو سکتی ہے۔ تو یہی کہ

اخبار کی اشاعت میں ترقی

ہو۔ اور خریدار بڑھیں۔ اخبار کو کسی قسم کی ترقی دینے اور اضافہ کرنے کے لئے یہ نہایت ضروری امر ہے۔ کہ

ایڈیٹوریل سٹاف

میں بھی اضافہ ہو۔ تاکہ مضامین اور اخباریت کے لحاظ سے بھی ترقی کی جا سکے۔ اور جہاں ضروری اور اہم معاملات پر جلد سے جلد خامہ فرسائی کی جائے۔ وہاں مختلف مذاق رکھنے والے ناظرین کے لئے مختلف قسم کے مضامین بھی مہیا کئے جائیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے۔ کہ اخبار کا سائز بڑا کرنے اور ہفتہ میں دو بار کی بجائے تین بار کرنے پر بھی ایڈیٹوریل سٹاف میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ جس کی بہت بڑی وجہ اخراجات کی تنگی ہے۔ اخبار کی سالانہ قیمت پر جو ایک روپیہ اضافہ کیا گیا ہے۔ وہ منجنگ سٹاف کے لئے بھی کافی نہیں ہو رہا ہے۔ اگر احباب اخبار کی اشاعت کے لئے خاص کوشش فرما کر مالی حالت مضبوط کریں۔ تو خدا کے فضل سے اخباریت زیادہ شاندار خدمات سر انجام دے سکتا ہے۔

اور مضامین کے لحاظ سے بھی بہت کچھ اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

اب

ایک بہت بڑی دقت

یہ پیش آرہی ہے۔ کہ چونکہ اخبار آٹھ صفحہ کا ہے۔ اس لئے اگر کوئی لمبا مضمون یا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تقریر ہو۔ تو سارا اخبار اسی میں ختم ہو جاتا ہے۔ اور اخبار کے لحاظ سے یہ موزون نہیں ہے۔ لیکن مجبوری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی کسی تقریر اور خاص کر خطبہ جمعہ کو ٹکڑے کر کے شائع کرنا میرے نزدیک اس کے اثر کو زائل کرنا اور احباب کو اس کے لطف سے محروم کرنا ہے اور خاص کر ایسی حالت میں تو کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ جبکہ کئی مقامات پر وہی خطبہ جمعہ کے خطبہ کے طور پر پڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح اور کئی ایسے ضروری مضامین ہوتے ہیں۔ جن کا مکمل طور پر شائع ہونا ضروری ہوتا ہے۔ مگر اخبار کا موجودہ حجم ان کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر متحمل ہوتا ہے۔ تو پھر کسی اور مضمون کے لئے جگہ نہیں رہتی۔ اس کا علاج یہی ہے کہ

اخبار کے صفحات میں اضافہ

کیا جائے۔ مگر یہ مالی حالت کے بہتر ہونے کے سوا ہو نہیں سکتا۔

غرض اس وقت اگر کسی چیز کی ضرورت ہے۔ تو وہ معاونین اور ہمدردان الفضل کی سعی اور ہمت کی ضرورت ہے۔ الفضل خدا تعالےٰ کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کی برکت سے دن بدن ترقی کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ اگر احباب اسے سہارا دیتے جائیں۔ یعنی اس کی اشاعت بڑھانے کی کوشش کریں۔ تو وہ ہر پہلو اور ہر لحاظ سے بہتر حالت میں ہو سکتا ہے۔

اس موقع پر مجھے یہ موزون نہیں۔ کہ الفضل کے سابقہ حالات پیش کروں۔ کیونکہ وہ ان احباب کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ جو باقاعدہ اخبار پڑھتے ہیں۔ اور نہ میرے لئے یہ مناسب ہے کہ میں آئندہ کے متعلق کچھ لکھوں۔ کیونکہ مستقبل کلی طور پر پردہ راز میں ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے۔ کل کیا ہوگا۔ ہاں

خدائے یگانہ سے دعا

ہے۔ کہ الفضل کو جماعت کیلئے اور تمام بنی نوع انسان کیلئے ہر رنگ میں بابرکت اور مفید بنائے۔ اور تمام کارکنان "الفضل" کو زندگی میں اپنے اپنے فرائض احسن طور پر سرانجام دینے کی توفیق بخشے اور مرنے کے بعد ان کے گناہوں۔ انکی غلطیوں۔ انکی کوتاہیوں سے درگذر فرما کر جوار رحمت میں جگہ دے۔ احباب کرام بھی یہ دعا فرمائیں۔

آریہ سماجی اور اچھوت

آریہ سماج کو دعوٰی تو بڑا ہے۔ کہ ویدک دہرم تمام دنیا کیلئے ہے۔ اور ہر شخص اسے اختیار کر کے مساوی درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن باوجود اس دعوٰی کے آریہ بھی ان لوگوں کو جنہیں ہندو قرن ہا قرن سے اچھوت اور ذلیل قرار دیتے چلے آرہے ہیں۔ انسانی حقوق میں اپنے برابر نہیں سمجھتے۔ اور ان کے ساتھ ویدک دہرم کی شرن میں آجانے کے باوجود مساوی سلوک کرنے کیلئے تیار نہیں۔ چنانچہ آریہ اخبار "ملاپ" آریوں اور سناتن دھرمی ہندوؤں کے اختلافات بیان کرتا ہوا لکھتا ہے۔

"ہم یہاں ایک غلط فہمی دور کر دینا چاہتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ آریہ سماج رو ٹی بیٹی کو ذریعہ نجات نہیں سمجھتا۔ نہ وہ یہ کہتا ہے۔ کہ اچھوتوں کے ساتھ رشتے ناطے شروع کر دو۔ یہ ان کی بھاؤنا (خواہش) پر نربھر (منحصر) ہے جیسے جس کی مرضی ہو کرے"

گویا آریہ سماجی اچھوت اقوام کو آریہ بنا کر بھی انسانیت کے دائرہ میں داخل نہیں سمجھتے۔ اور نہ صرف رشتہ داری کے تعلقات نہیں پیدا کرنا چاہتے بلکہ انکے ہاتھ سے کھانے پینے کی کوئی چیز بھی نہیں کھا سکتے۔

ان حالات میں صاف ظاہر ہے۔ کہ سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب ایسا نہیں۔ جو اپنے ماننے والے تمام اقوام کے لوگوں کو مساوی درجہ دیتا ہو۔ کاش مسلمان ان اقوام میں تبلیغ اسلام کی کوشش کریں جنہیں ہندوؤں نے ادنیٰ اور اچھوت قرار دیکر انسانیت کے درجہ سے گرایا ہوا ہے۔

۲۔ رکھتی ہے۔ کہ زید کی قبر گر گئی۔ عمر کی قبر پر گنبد بنا (اہلحدیث ۱۹ جون)

جناب مولوی صاحب نے لغوی حوالہ سے عاجز آکر مراد لینی شروع کر دی۔ مگر مثالوں میں تو کمال ہی کر دیا۔ مولانا کیا آپکی مثالوں میں ہی قبر سے مراد مقبرہ درست ہے؟ جناب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ "مقبرہ" قبرستان کو کہتے ہیں۔ یعنی وہ جگہ جہاں بہت سی قبور ہوں۔ دیکھئے "المقبرۃ بفتح الباء وضمها موضع القبور" (لسان العرب جلد ۶ صفحہ ۳۸۶)

پھر اور دیکھئے:-

"المقبرۃ ھی موضع دفن الموتٰی" (لسان) پس اگر "افغان" اور "نخل" سے "افغانستان" اور "نخلستان" مراد نہیں لیا جاسکتا۔ تو قبر سے بھی قبرستان (مقبرہ) مراد نہیں ہو سکتا۔ تدبر

"قیاس" کے مسئلہ "علمی" ہونے پر آپ کی "مستند کتب لغت" کے حوالجات لکھے گئے۔ مگر آپنے کیا جواب دیا؟ کیا تاج العروس اور صحاح جوہری مستند کتب لغات نہیں۔ یہ ہمارا مطالبہ ہے جس کا جواب امر تسری اور سیالکوٹی مولانا دونوں کے ذمہ ہے۔ رحمۃ اللہ ثناء اللہ [illegible]

چودھویں صدی کے مولوی

گو علمی رنگ میں ہم اس مقولہ کی صداقت کو ہمیشہ درست مانتے رہے ہیں۔ کہ "دروغگو را حافظہ نباشد"۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے اہلحدیث ۱۹ جون میں اس کا پورا ثبوت دیکر ہمیں حق الیقین تک پہنچا دیا۔ الفضل ۹ جون میں جس علمی مذاکرہ کا ذکر ہے۔ اس کے متعلق لکھتے ہیں:-

"میں نے اس ساری گفتگو میں حصہ نہ لیا۔ مولوی صاحب نے "اکذب الکذب اور افواحش" جیسی چیز کا ارتکاب تو کیا۔ مگر میں نے جو گفتگو ان کی طرف منسوب کی تھی۔ اسکا ذکر نہ کر سکے۔ کاش وہ اس بیان کو باحلف لکھیں۔

میں مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی سے پر زور مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ آپ "لا تکتموا الشہادۃ" کے ماتحت حلفیہ بیان دیں۔ کیا مولوی ثناء اللہ صاحب نے "گفتگو میں حصہ نہ لیا تھا"؟ اور کیا گفتگو خود انہوں نے شروع نہ کی تھی؟ پھر کیا وہ "الموء یقیس علی نفسہ" سنکر "دم بخود" نہ ہو گئے تھے؟ اور کیا انہوں نے اس انکار میں ضرب المثل کی عملی تصدیق نہیں کی؟

کیا یہ تعجب کا مقام نہیں۔ کہ مولوی صاحب مذکور ایک طرف تو اپنے "دم بخود" ہونے سے منکر ہیں۔ اور دوسری طرف ساری گفتگو میں حصہ نہ لینے کے دعویدار؟ مولوی صاحب یہ تضاد کیسا؟ اور اس انکار کے کیا معنی؟

ایڈیٹر صاحب اہلحدیث میرے پیش کردہ واقعات کی صحت کو عدم انکار سے مضبوط کر کے "بند نشود" پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ڈیرہ بابا نانک کے متعلق لکھتے ہیں۔

"ہم حیران ہیں۔ کہ فاضل سیالکوٹی کو اس دعوٰی کی حاجت کیا تھی"

مولانا! حیرانگی کی کوئی وجہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے "انی مھین من اراد اھانتک" کا نظارہ دکھلانا تھا۔ حاجت کی مزید تشریح فاضل سیالکوٹی سے دریافت کر لیجئے۔ مولوی صاحب "یدفن معی فی قبری" کے معنی تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت عیسیٰ میرے (یعنی پیغمبر صلعم کے) ساتھ میری قبر میں دفن ہونگے" (حاشیہ صفحہ) اس کے متعلق صرف اتنا بتا دیجئے۔ کہ کیا حضرت عیسےٰ کی وفات پر نبی عربی کے گستاخ آپکی قبر کو (نعوذ باللہ) اکھاڑیں گے شاید کوئی سنگدل وہابی ہی اس کار خیر کو سرانجام دے سکے۔ کہ ان کو اس بارے میں کچھ کچھ عملی تجربہ ہے۔

میں نے لکھا تھا۔ مولوی ابراہیم سیالکوٹی سے "قبر بمعنی مقبرہ" کیلئے لغت کا حوالہ طلب کیا گیا۔ تو کوئی جواب نہ دے سکے۔ بالآخر کہا گیا۔ آپ حلف اٹھا کر کہدیں۔ مگر جواب نفی میں تھا۔ (الفضل ۹ جون) اس کے جواب میں مدیر "اہلحدیث" بھی کوئی لغوی حوالہ نہیں پیش کر سکے ہاں اپنی پردہ دری کرانے اور علمی ذلت اٹھانے کیلئے لکھتے ہیں "قبر بمعنی مقبرہ تو سارے ہی مراد لیتے ہیں۔ ورنہ یہ مثال کیا معنی

حدیث لانبی بعدی کے معنے قرآن کریم کی رُو سے

(از جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل)

جس طرح بعض احادیث نبویہ میں آیا ہے۔ کہ لانبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں) اسی طرح قرآن کریم کے متعدد مقامات میں یہ بیان ہوا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل کوئی نبی نہیں ہوا۔ چنانچہ سورہ سجدہ کے شروع میں ہی ہے۔ لتنذر قوماً ما اتاھم من نذیر من قبلک۔ یعنی جن لوگوں کے انذار کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا ہے۔ ان کی طرف آپ سے پہلے قطعاً کوئی نبی نہیں آیا۔ اسی طرح سورۃ سبا کے پانچویں رکوع میں ہے۔ کہ ما ارسلنا الیھم قبلک من نذیر۔ اور اسی مضمون کی اور بھی کئی ایک آیات قرآن میں موجود ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم میں متعدد جگہ پر یہ بھی بیان موجود ہے۔ کہ دنیا کی ہر قوم کیطرف نبی آئے اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کبھی کوئی نذیر نہ آیا ہو۔ نمونہ کے طور پر دیکھئے۔ سورہ فاطر کے تیسرے رکوع میں فرمایا ہے۔ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ اور نیز فرمایا۔ ولکل امۃ رسول۔ پس جسطرح باوجود ما ارسلنا الیھم قبلک من نذیر۔ اور ما اتاھم من نذیر من قبلک کے یہ نہیں کر سکتے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل کبھی کوئی نبی نہیں آیا۔ کیونکہ اس سے آیت وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کی تکذیب لازم آتی ہے۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل نبوت کا زمانہ نہیں تھا۔ بلکہ فترت کا زمانہ تھا۔ جیسا کہ سورہ مائدہ رکوع ۳ کی آیت یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں دنیا میں آئے۔ جبکہ نبوت و رسالت کا زمانہ نہ تھا۔ بلکہ فترت کا زمانہ تھا۔ اور اگر آپ دنیا میں نہ آئے ہوتے تو لوگوں کو یہ عذر کرنے کا بجا طور پر حق حاصل ہوتا کہ ہماری طرف کوئی نبی اور رسول نہیں آیا۔ حالانکہ آپ سے قبل ہزاروں انبیاء آچکے تھے۔ مگر چونکہ ان انبیاء کے بعد اور آپ سے قبل ایک لمبا عرصہ فترت کا ہو رہا۔ اس بناء پر آپ کی بعثت نہ ہونے کی صورت میں اہل کتاب کو یہ کہنے کا بجا حق حاصل ہوتا کہ ہماری طرف کوئی بشیر و نذیر نہیں آیا۔ ٹھیک اسی طرح باوجود لانبی بعدی کے یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی بھی کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس سے متعدد آیات قرآن کریم و احادیث نبویہ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ بلکہ برعایت آیات اما یاتینکم رسل منکم و ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا مع آیت ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا و دیگر آیات اس کے وہی معنے صحیح ہونگے جو ما اتاھم من نذیر من قبلک کے معنے کے مطابق ہوں۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد فترت کا زمانہ ہوگا۔ نہ کہ نبوت کا۔ نہ یہ کہ آپ کے بعد کبھی بھی کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

اگر اس جگہ کوئی شخص یہ وہم پیش کرے۔ کہ ما اتاھم من نذیر من قبلک اور ما ارسلنا الیھم قبلک من نذیر سے مراد یہ ہے۔ کہ جس زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اس وقت کے لوگوں کے پاس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل کوئی نبی نہیں آیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ قرآن کریم میں دوسری جگہ پر سورہ یٰسٓ کے شروع میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ لتنذر قوماً ما انذر اباؤھم یعنی نہ صرف یہ کہ آپ کے زمانہ کے موجودہ لوگوں کے پاس آپ سے قبل کوئی نبی نہیں آیا تھا۔ بلکہ ان لوگوں کے باپ دادوں نے بھی نبوت و رسالت کا زمانہ نہیں دیکھا تھا۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگوں کی تخصیص کا خیال باطل ہے۔

اور اگر یہ وہم پیش کیا جائے۔ کہ لتنذر قوماً ما انذر آباؤھم سے مراد یہ ہے۔ کہ آپ کی بعثت صرف ایسے لوگوں کے انذار کے لئے تھی۔ جن کی طرف اور جن کے آباؤ اجداد کی طرف آپ سے قبل کبھی کوئی نبی نہیں آیا تھا۔ تو اس وسوسہ کے ازالہ کے لئے قرآن کریم کی آیات لیکون للعالمین نذیراً۔ ما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً۔ یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور دیگر اسی مضمون کی آیات کافی سے زیادہ ہیں۔

اور اگر یہ وہم پیش کیا جائے۔ کہ گو یا بالواسطہ آپ کی دعوت ساری دنیا کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ مگر براہ راست جو قوم آپ کی مخاطب تھی۔ اور جس میں سے آپ مبعوث ہوئے تھے اس قوم کے آباؤ اجداد میں کبھی کوئی نبی اور رسول نہیں آیا تھا۔ تو اس وہم کو آیت ملۃ ابیکم ابراھیم اور آیت واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمٰعیل اور آیت ربنا وابعث فیھم رسولا منھم الایۃ۔ مع آیات واذکر فی الکتاب ابراھیم انہ کان صدیقاً نبیاً۔ اور واذکر فی الکتاب اسمٰعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیاً۔ بھی مع دیگر آیات کے باطل ثابت کر رہی ہیں۔ جس سے ثابت ہے۔ جس قوم میں سے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ اس کے آباؤ اجداد میں بھی نبوت و رسالت پائی جا چکی تھی۔ پس جس طرح آیت ما اتاھم من نذیر من قبلک اور آیت ما ارسلنا الیھم قبلک من نذیر کے یہ معنے صحیح نہیں۔ کہ آنحضرت سے قبل کبھی کوئی نبی اور رسول نہیں آیا۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ آپ سے قبل فترت کا زمانہ تھا۔ اور جس قدر آپ سے قبل انبیاء آئے تھے۔ وہ اس فترت کے زمانہ سے پہلے آئے تھے۔ اسی طرح حدیث لانبی بعدی کے بھی یہ معنے صحیح نہیں۔ کہ آپ کے بعد کبھی کوئی نبی نہیں مبعوث ہوگا۔ بلکہ اس کے صحیح معنے یہ ہیں۔ کہ آپ کے بعد فترت کا زمانہ ہوگا۔ اور آپ کے بعد جو کوئی نبی مبعوث ہوگا۔ وہ اس فترت کے زمانہ کے بعد ہوگا۔ ھذا ھو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال فانی تصرفون۔

حیات و ممات مسیح پر مکالمہ

حامد۔ (محمود سے) آج تک یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کا ہمیشہ حیات و ممات مسیح علیہ السلام پر جھگڑا کیوں ہوا کرتا ہے۔ جب کہ بارہا دیکھا گیا ہے۔ کہ احمدی علماء آیات قرآنی کی رو سے وفات مسیح ثابت کرتے ہیں۔ اور قرآن کریم سے نہ صرف مجھے عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ بلکہ سلسلہ احمدیہ کے سخت معاند مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو بھی اپنے اخبار اہلحدیث مطبوعہ یکم فروری ۱۹۱۸ء میں ایک شخص کے سوال پر یہ تسلیم کرنا پڑا۔

"حضرت عیسیٰ ع کی زندگی تو صرف احادیث سے ثابت ہوتی ہے (قرآن سے نہیں) باقی کسی حضرت کی زندگی ثابت نہیں ہے"

جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ قرآن کریم میں حضرت عیسےٰ کے تاحال زندہ ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ قرآن کریم میں شاید حضرت عیسےٰ کے فوت ہونے کا بھی ثبوت نہیں۔ ورنہ ہمارے علماء کیوں نہ تسلیم کرلیں۔

محمود:- معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے کبھی اس آیۃ کریمہ پر تدبر نہیں فرمایا۔ جو اللہ تعالےٰ نے سورہ آل عمران رکوع سات میں فرمایا ہے۔ قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ یعنی اے پیغمبر ان اہل کتاب سے کہہ۔ اسی کلمہ کی طرف آؤ۔ (رجوع کرو) جو ہمارے تمہارے درمیان یکساں مانا جاتا ہے کہ خدا کے سوا کسی غیر کی عبادت نہ کریں۔ اور کسی شئے کو اس کا شریک نہ ٹھیرائیں۔ اور اللہ کے سوا ہم میں سے کوئی کسی غیر کو اپنا رب نہ بنائے۔

فرمائیے کیا اہل کتاب کسی کو من دون اللہ یعنی سوائے اللہ کے اپنا معبود سمجھتے تھے؟

حامد:۔ بالضرور (من دون اللہ) اہل کتاب اپنا کوئی اور رب سمجھتے تھے۔ ورنہ ان کی طرف ایسا عقیدہ جسے وہ تسلیم نہ کرتے۔ خدا تعالےٰ منسوب نہ کرتا۔ اور قرآن کریم سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اہل کتاب میں سے عیسائی حضرت عیسےٰ کو ہی من دون اللہ ٹھہراتے تھے۔ چنانچہ قیامت کے روز حضرت عیسیٰ سے خدا تعالےٰ دریافت کرے گا۔ جیسا کہ سورہ مائدہ رکوع ۱۵ میں آیا ہے۔ اذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم ءَ انت قلت للناس اتخذونی و امی الٰھین من دون اللہ۔ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے لوگوں سے یہ بات کہی تھی۔ کہ من دون اللہ یعنی خدا کے سوا مجھ کو اور میری ماں کو بھی خدا مانو۔

محمود:۔ اس بات میں مجھے آپ سے اتفاق ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام اور انکی ماں مریم کو قوم نصاریٰ بالضرور من دون اللہ۔ یعنی اپنا معبود گردانتی تھی۔ اور اس کا ثبوت قرآن کریم کی ایک دوسری آیت سے بھی ملتا ہے۔ اللہ جلشانہٗ سورہ توبہ رکوع ۵ میں فرماتا ہے۔ اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم یعنی ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور مشائخوں اور مریم کے بیٹے عیسےٰ کو خدا بنا ٹھہرا لیا۔

حامد:۔ یہ تو ثبوت ہو گیا۔ کہ نصاریٰ حضرت عیسےٰ کو من دون اللہ قرار دیتے تھے۔ مگر اس سے آپ استدلال کیا کرنا چاہتے ہیں۔

محمود:۔ قبل اس کے کہ میں کوئی استدلال کروں۔ آیت قرآن کریم کی عرض کرنا چاہتا ہوں وھو ھذا۔ اللہ تعالےٰ سورہ نحل رکوع ۲ میں ارشاد فرماتا ہے۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا و ھم یخلقون۔ اموات غیر احیاءٍ و ما یشعرون ایان یبعثون۔

حامد:۔ جناب آپ کا مطلب اب ہم سمجھے۔ آپ نے جو آیت تلاوت کی ہے۔ اس سے ہمارا مطالبہ حل ہو گیا۔ کیونکہ اس آیت میں یہ ذکر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے سوا جن کو یہ لوگ اپنا معبود سمجھ کر پکارتے دیا پوجتے ہیں۔ ان کا حال یہ ہے کہ وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ مر چکے ہیں۔ زندہ نہیں ہیں۔ اور (ایسے مر چکے ہیں۔ کہ) یہ بھی خبر نہیں رکھتے۔ کہ کب قیامت ہوگی۔ اور ہم کب (دوبارہ) کھڑے کئے جائیں گے۔

محمود:۔ فرمائیے میاں حامد۔ اس آیت کریمہ میں خاص موت کا لفظ حسب منشاء آنجناب حضرت عیسےٰ کی نسبت جبکہ وہ معبودان (من دون اللہ) میں داخل ہیں۔ آیا یا نہیں۔ اور ان پر موت وارد ہو چکی یا نہیں۔ اگر اب بھی کچھ کلام ہے تو فرمائیں۔

حامد:۔ بسر و چشم قبول و منظور کرنے میں عذر نہ ہوتا نہیں۔ مگر اس کا آپ کے پاس کیا جواب ہے۔ جو من دون اللہ کے لئے ہی آیا ہے۔ سورہ انبیاء رکوع ۷ میں وارد ہے۔ ما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم۔ یعنی جن غیر اللہ کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ وہ (معبودان) دوزخ کا ایندھن ہیں۔ لہذا آپ کی پیش کردہ آیت (والذین یدعون من دون اللہ) سے حضرت عیسیٰ مستثنیٰ ہیں۔ اور اگر مستثنیٰ نہیں۔ تو کیا نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ بھی جہنم کا ایندھن بنائے جائیں گے۔ پس جس طرح یہاں انہیں من دون اللہ سے مستثنیٰ کرنا پڑے گا۔ اسی طرح موت سے بھی وہ مستثنیٰ ہونگے۔

محمود:۔ پیارے حامد۔ میری پیش کردہ آیت میں بغور دیکھو۔ الذین ہے۔ جو ذوی العقول کے لئے آتا ہے۔ اور تسبیح والی آیت بیان فرمائی ہے۔ اس میں ما ہے۔ جو غیر ذوی العقول کے لئے خاص ہے۔ اس قرینہ سے حضرت عیسےٰ آپ کی پیش کردہ آیت سے نکل گئے۔ پھر اس میں دوزخ کا ذکر ہے۔ جس میں حضرت عیسےٰ بحیثیت نبی ہونے کے ہرگز نہیں جا سکتے ہو یہ دوسرا قرینہ ہے۔ ان کے مستثنیٰ کرنے کا۔

مگر ہماری پیش کردہ آیت میں کونسا ایسا قرینہ پایا جاتا ہے۔ جس سے حضرت عیسیٰ موت سے بچ سکتے ہوں؟

اس میں تو کچھ شک نہیں۔ کہ۔ ایک قوم نے گمراہ ہو کر انہیں معبود بنا لیا۔ سورہ زخرف رکوع ۶ میں آیا ہے۔ ان ھو الا عبد انعمنا علیہ۔ یعنی عیسیٰ کیا ہے۔ ایک بندہ ہے۔ جس پر ہم نے فضل کیا۔ یہ جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ ہم نے اس پر فضل کیا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ وہ من دون اللہ کبھی نہیں رہے یا معبود قرار نہیں دیئے گئے۔ غرض یہ کہ عبد ہونا اور بات ہے۔ اور معبود قرار دیا جانا اور بات ہے۔ پھر حصب جہنم تو ان کی تصویر ہوگی یا مورت۔ جس کی پوجا کی جاتی ہے۔ اس لئے ما تعبدون سے بھی وہ باہر نکلے اور الذین کی رو سے وفات پا گئے۔

حامد:۔ آج میں مطمئن ہو گیا۔ واقعی اب تک میں نہایت غلطی پر تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ کو زندہ تسلیم کرتا رہا۔ اب صرف ایک بات اور کھٹکتی ہے۔ ناگوار خاطر نہ ہو۔ تو اس کا بھی ازالہ فرما کر تشفی کر دیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ کوئی باغیرت شخص یہ منظور نہیں کر سکتا۔ کہ اس کے پیارے دوست کی تصویر یا مجسمہ کی بھی کوئی بے ادبی کرے۔ پھر خدا تعالےٰ کی حمیت کس طرح اپنے برگزیدہ رسول کی تصویر یا مجسمہ کو دوزخ کا ایندھن بنائے گی۔

محمود:۔ یہ بات آپ سے پوشیدہ نہیں۔ کہ آپ کے مولوی صاحبان کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے کسی یہودی کو بعینہٖ حضرت عیسیٰ کی شکل میں تبدیل کر کے صلیب پر چڑھا کر لعنت کی موت مروا دیا تھا۔ پہلے اس حمیت خداوندی کا حال آپ ان سے دریافت کریں۔ جس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں۔ ہم تو محض تصویر یا مورت کو ہی حصب جہنم کہتے ہیں۔

حامد:۔ بات تو یہ کہی ان کا تو آج تک یہی خیال ہے۔ کہ کسی یہودی کو مسیح کی شکل میں بدل کر سولی دلوائی گئی تھی۔ فی الحقیقت ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ میں دل سے تسلیم کرتا ہوں۔ کہ جس طرح جملہ انبیاء فوت ہو گئے۔ واقعی حضرت عیسیٰ بھی رحلت فرما گئے۔ میرے نزدیک یہی بڑی روک تھی۔ جو سلسلہ احمدیہ کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتی تھی۔ اب آپ میرے لئے دعا فرما دیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے جہاں اس قدر رحم فرمایا ہے جلد قبول حق کی توفیق بھی بخشے۔

محمود:۔ پیارے حامد اگر مخالفین کا یہ خیال بہ فرض محال مان بھی لیا جائے۔ کہ حضرت عیسےٰ ہنوز زندہ ہیں۔ تو ایک دوسری قباحت لازم آتی ہے اس کا حل شاید آپ بھی نہ کر سکیں۔ دیکھئے خدا تعالےٰ سورہ فاطر رکوع ۳ میں فرماتا ہے۔ وما یستوی الاعمیٰ والبصیر۔ ولا الظلمٰت ولا النور۔ ولا الظل ولا الحرور۔ وما یستوی الاحیاء ولا الاموات۔ یعنی اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتا۔ اور نہ تاریکی اور روشنی برابر ہو سکتی ہے اور نہ چھاؤں اور دھوپ برابر ہو سکتی ہے۔ اور نہ زندہ اور مردے برابر ہو سکتے ہیں۔ ان ہر چہار امثال میں کس کی فضیلت کس کس پر ثابت ہوتی ہے۔ اور پھر یہ مثالیں خدا تعالےٰ نے کس غرض سے بیان فرمائی ہیں۔

حامد:۔ یہ سب مثالیں مسلمانوں اور کافروں۔ فرمانبرداروں اور نافرمانوں اسلام اور کفر۔ ایمان داروں اور بے ایمانوں کے متعلق بیان فرمائی ہیں۔ یوں سمجھئے۔ کہ جس طرح مسلمان اور کافر برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح اسلام و کفر برابر نہیں۔ اس سے بزرگی و برتری ایک کی دوسرے پر بتلائی گئی ہے۔ یعنی مسلمانوں کو کافروں پر فضیلت ہے۔ اور اسلام کو کفر پر علیٰ ہذا القیاس۔ بعینہٖ آیت شریف میں اندھے پر آنکھ والے کی بزرگی اور تاریکی پر روشنی کو عظمت۔ دھوپ پر چھاؤں کی بڑائی۔ اور زندوں کی مردوں پر فضیلت ثابت کی گئی ہے۔

محمود:۔ پس جبکہ زندوں کو مردوں پر بزرگی۔ عظمت۔ بڑائی اور فضیلت از روئے آیت کریمہ بپایہ ثبوت پہنچ چکی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مردہ ماننے میں کس طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اور فضیلت حضرت عیسیٰ پر ثابت ہو سکتی ہے۔ اس مثال کے مطابق تو حضرت عیسےٰ جو ہنوز زندہ ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو وصال فرما گئے۔ نعوذ باللہ آنحضرت سے افضل اور برتر ثابت ہوتے ہیں۔ فتدبروا۔

اس لئے لازم ہے۔ کہ وہ ایسے گندہ عقیدہ سے جلد سے جلد علیحدہ ہوں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مثل دیگر انبیاء علیہم السلام

اشتہارات

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چودھری محمد لطیف صاحب سب جج جھنگ

دینو رام میا داس بذریعہ بیت رام ولد آسا نند ذات ماہل سکنہ نورو ٹ بنام عنایت ؛

دعوی مالہ

اشتہار بنام عنایت ولد احمد ذات لوہار سکنہ کوٹ میال تحصیل شورکوٹ ؛

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ اس لئے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مورخہ ۱۸ ۷/۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔

تحریر ۲۰ ۶/۲۵ ؛

مہر عدالت دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب چودھری محمد لطیف صاحب سب جج جھنگ

گنیش داس ولد دیوی دتہ سنگل سکنہ جھنگ ۔ محمد علی ۔ بنام احمد ؛

دعوی ۳۵۵

اشتہار بنام احمد ولد ستی ذات لدھیانہ سکنہ چک ۲۲۵ تحصیل چنیوٹ ؛

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ اس لئے اشتہار زیر آرڈر نمبر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مدعا علیہ مورخہ ۱۵ ۷/۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ کیجاویگی

تحریر ۱۸ ۶/۲۵

مہر عدالت دستخط حاکم

زعفران و دیگر تحائف کشمیر تاجروں کیلئے ایک نادر موقعہ

اگر آپ کو کشمیر کے منجملہ تحائف ذیل سے کسی چیز کی ضرورت ہو۔ تو بلاتوقف ہم سے طلب کریں۔ اگر آپ کشمیر کی کسی اور دوکان یا ایجنسی سے مال منگاتے ہیں۔ تو ہم سے بھی ایک دفعہ بطور آزمائش طلب کریں۔ پھر مال اور قیمت کا مقابلہ کریں۔ یہ کہنا کہ ہم سب سے عمدہ مال صاف ستھرا اور بکفایت دیں گے۔ تب تک صرف دعویٰ ہی دعوےٰ ہے۔ جب تک آپ منگا کر نہ دیکھ لیں۔ تھوک خریداروں کے لئے خاص رعایت ہے۔ جو بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے بیس روپے سے زائد آرڈر کیساتھ ۲۵ فی صدی کے حساب سے پیشگی رقم آنی چاہیئے۔ محصولڈاک بذمہ خریدار

زعفران کشمیر

قسم اعلیٰ (سے) قسم اول (۴ہ) قسم دوم (عہ) فی تولہ کے حساب سے

بہی دانہ

قسم اول (للعہ) قسم دوم (۱۲ہ) فی سیر

زیرہ

قسم اول (للعہ) قسم دوم (سے) ایضاً

گل بنفشہ

قسم اعلیٰ (صمہ) قسم اول (۱۲ہ) قسم دوم (۴ہ) ایضاً

ست سلاجیت آفتابی

قسم اعلےٰ (عہ۵) قسم اول (عہ۵) ایضاً

گچھیاں

قسم اول (صمہ) قسم دوم (للعہ) ایضاً

شہد خالص

قسم اول (۸ہ) ایضاً

بادام

قسم اول (۱۲ہ) قسم دوم (۱۰ہ) ایضاً

مغز اخروٹ

قسم اول (۱۲ہ) ایضاً

اخروٹ

قسم اول (۲۰۰) قسم دوم ۳۰۰ فی روپیہ

المشتہر

محمد امین قریشی اینڈ کو جنرل مرچنٹس عہ۳ بنج سری نگر کشمیر

محفوظ حمل حب اٹھرا

جس کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہو۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن کر پیارے بچوں سے خالی تھے اور وہ مایوس انسان جو اولاد زندہ نہ رہنے کے باعث ہمیشہ رنج و غم میں مبتلا تھے۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا۔ صحیح سلامت و مضبوط پیدا ہو کر والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک دل کی راحت ہوگا

قیمت:۔ فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً چھ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ عہ لیا جائیگا ۔

المشتہر

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

روغن حیات

جس کے کھانے سے کمزوری دور ہوتی ہے۔ نیز دمہ اور پرانی کھانسی کے لئے ازحد مفید اور مجرب ہے۔ ۶ خوراک مفت صرف پارسل اور خط و کتابت کا خرچ برداشت کر کے منگوا کر مفید ثابت ہو تو خرید کرو۔ بڑے شہر میں چار کس چھوٹے شہر اور قصبہ میں دو کس اور گاؤں میں ایک کس کو ۶ خوراک بطور نمونہ ۸؍ آنے پر مفت دیا جاوے گا۔ قیمت ۲۴ خوراک ایک روپیہ ملنے کا پتہ:۔ بدرالدین احمدی از قادیان ضلع گورداسپور

ضرورت ہے

ہمیں ایسے تجربہ کار ٹیلر ماسٹر کی ضرورت ہے۔ جو کہ سینے اور کاٹنے کا کام کر سکتا ہو۔ اور انگریزوں کو کپڑا پہنانا اور رنگ میں ٹوک ٹھوک دیکھنے میں بھی کامل مہارت رکھتا ہو۔ تنخواہ حسب لیاقت دیجاویگی۔ صرف تجربہ کار آدمی کی ضرورت ہے۔ علاوہ اس کے تین چار آدمی جو کہ انگریزی کپڑے سینے میں مہارت رکھتے ہوں۔

خط و کتابت بنام

حاجی محمد اسماعیل صاحب ماسٹر ٹیلر پلٹن رائفل بریگیڈ چھاؤنی پشاور

ہندوستان کی خبریں

—— بی۔ آئی۔ ایس۔ ایم قلی لائن میں جوگارڈن ریچ میں واقع ہے۔ اور جو کلکتہ سے ۵ میل دور ایک گاؤں ہے۔ دو نمبر کے بعد عید کے دن ہندوؤں اور مسلمانوں میں فساد ہوگیا۔ مسلمانوں کی ایک پارٹی قربانی کی گائے کا جلوس نکالنا چاہتی تھی تھوڑی دیر بعد مسلمانوں اور ہندوؤں کے گروہ لاٹھیوں سے مسلح ادھر ادھر سے نکل پڑے۔ اور ایک معمولی نوعیت کی مٹھ بھیڑ ہوگئی۔ جس کو مسٹر سین گپتا نے بند کرا دیا۔ مسٹر گپتا نے اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر ہجوم کا محاصرہ کر لیا۔ اور خود پولیس افسروں کے پاس چلے گئے۔ مسلمانوں کی تعداد تین صد تھی اور ہندوؤں کی تعداد چھ صد تھی۔ خوب لڑائی ہوئی۔ ۶ بجے مہاتما گاندھی اور مولانا آزاد بھی پہونچ گئے۔ مولانا صاحب نے مسلمانوں سے درخواست کی۔ کہ وہ اپنے ہندو بھائیوں کے خلاف نفرت انگیز جذبات سے اپنے دل و دماغ کو بالکل صاف کر دیں۔ ہندوؤں کے اجتماع میں بھی مہاتما گاندھی نے تقریر کی معلوم ہوا۔ کہ ۲۸ مسلمانوں کو زخمی کیا گیا۔ ایک مسلمان مر گیا ہے۔ اور تین کی حالت نازک ہے ؛

—— بمبئی ۳ ر جولائی۔ آج جہاز مہاراجہ گوالیار کے پھول ساحل بمبئی پر لے آیا۔ ڈپٹی کمشنر آف پولیس۔ ڈپٹی سکرٹری حکومت کے ایڈی کانگ ایک وفد کی صورت میں تشریف لائے۔ اور انہوں نے حکومت بمبئی کی طرف سے اظہار تعزیت کیا۔ ہائکسرائے کی طرف سے پیام تعزیت مسٹر کب ریزیڈنٹ گوالیار نے پیش کیا۔ مہاراجہ بیکانیر اور ریجیف آف ہنستوری کی طرف سے بھی اظہار تعزیت کیا گیا۔ پھولوں کو ایک جلوس کی صورت میں اٹھایا گیا۔ بطور اعزاز برطانوی رجمنٹ کی طرف سے فوجی بینڈ بجتا رہا۔ جب گاڑی گوالیار کی طرف روانہ ہوئی۔ تو قلعہ سے توپیں چھوڑی گئیں ؛

—— بمبئی۔ ۳۰ ر جون۔ جی۔ آئی۔ پی ریلوے جس کا ۱۶ ر اپریل ۱۸۵۴ء میں افتتاح ہوا تھا۔ وہ آج کمپنی کے انتظام سے نکال کر حکومت کے حوالے کر دی گئی ہے ؛

—— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مالابار نے اعلان شائع کیا ہے۔ کہ گورنر مدراس نے نہایت مہربانی سے وہ قرضہ جات جو عوام کو موپلا بغاوت کے ایام میں بطور قرض دیئے گئے تھے معاف کر دیئے ہیں۔ اس قرضہ کی تعداد تقریباً ۲۶ لاکھ تصور کی جاتی ہے ؛

—— دہلی میں باہر سے جہاں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان عید کی نماز پڑھنے کے لئے ہر سال آیا کرتے تھے امسال بہت کم تعداد میں آئے۔ شہر کے بھی بہت سے مسلمانوں نے اپنے اپنے محلے کے قریب کی مسجدوں میں نماز ادا کی ہے۔ عیدگاہ و بیرون موری دروازہ تیس ہزاری کے میدان میں امسال عید کی نماز مسلح پولیس کے سایہ تلے ادا کی گئی۔ نمازیوں کے تینوں طرف بہت نزدیک نزدیک پولیس کے سپاہی کھڑے تھے۔ اور نمازی ان میں محصور نماز ادا کر رہے تھے ؛

—— دہلی میں بقر عید پر فساد کا جو اندیشہ تھا۔ اس کو مد نظر رکھ کر قیام امن کے لئے پولیس اور فوج کے زبردست انتظامات کئے گئے تھے۔ عید کے دن صبح سے پہاڑی دھیرج اور صدر بازار میں پولیس کے سپاہی گورہ فوج رسالہ اور مسلح موٹر کاریں برابر گشت لگا رہی تھیں۔ جو ہڑتال لوٹن سنگھ کی گرفتاری سے شروع ہوئی تھی۔ وہ مقامی ہندو سبھا کے حکم سے بہت وسیع کر دی گئی۔ اور عید کے دن قریب قریب تمام بڑے بازاروں میں ہندوؤں کی دکانیں بند تھیں۔ لیکن بعض بازار ایسے بھی تھے۔ جن میں ہندوؤں نے ہڑتال نہیں کی۔ چنانچہ جامع مسجد سے تراہا بیرام خاں کی طرف جو سڑک جاتی ہے۔ اس پر ہندو حلوائیوں۔ بنیوں۔ دودھ والوں، تنجڑوں وغیرہ کی قریب قریب سب دکانیں کھلی ہوئی تھیں۔ عید کے دن ہندو بازاروں میں بہت کم نظر آتے تھے۔ چونکہ عید کی وجہ سے مسلمان دکانداروں کی اکثر دکانیں بند تھیں۔ اس لئے شہر میں سناٹا تھا۔ پہاڑی دھیرج کے اس راستہ سے جس کے متعلق شہر میں بہت کچھ خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا۔ کل تین گائیں نکلیں۔ گائیں نہایت سخت پہرہ چوکی کے ساتھ نکالی گئیں۔ گائیوں کے ساتھ دو دو تین آدمی تھے۔ پہلی گائے کو خود ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بارہ ٹوٹی تک گذار کر آئے۔ جب پہلی گائے بارہ ٹوٹی پر پہنچ گئی تو دوسری گائے کو لانے کا اشارہ کیا گیا۔ وہ بھی گذر گئی۔ اور اسی طرح تیسری گائے بھی گذار دی گئی۔ ان گائیوں میں ایک گائے وہ بھی تھی۔ جس کے سلسلہ میں گذشتہ سال فساد ہوا تھا۔ تین جولائی کو حبش خاں کے پھاٹک سے ۷ گائیں گئیں۔ آخری گائے کے سلسلے میں کچھ دقت پیدا ہوگئی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس گائے کے مہندی لگی ہوئی تھی۔ اور اس کے ساتھ بارہ آدمی تھے۔ اس وجہ سے پولیس نے مداخلت کی۔ پولیس نے بعض ہندوؤں اور مسلمانوں کے بیانات قلمبند کئے ہیں۔ کہ صدر بازار پولیس میں چند ہندوؤں نے رپورٹ کی ہے۔ کہ چند مسلمانوں نے تیلی واڑہ کے مندر کے قریب ایک پیپل کے درخت کے نیچے گائے کا گوشت پھینکا۔ پولیس اس سلسلہ میں بیانات قلمبند کر رہی ہے ؛

—— شملہ میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حکومت نے گوردوارہ کمیٹی کا یہ مطالبہ منظور کر لیا ہے۔ کہ تحریک گوردوارہ سدھار کے سلسلہ میں گرفتار شدگان کو رہا کر دیا جائے گا ؛

—— یکم جولائی کو سور گیاشی داس کے شرادھ کے موقعہ پر علاوہ کھدر کے کپڑوں کے اور دیگر ضروری سامان کے بیس سیر وزنی چاندی کے برتن بھی برہمنوں کو نذر کئے گئے ؛

—— شاہ حسین کا بھیجا ہوا۔ ایک وفد ہندوستان آیا ہے اس وفد کا مقصد شاہ حسین کے لئے ہندوستانی مسلمانوں کی ہمدردی کا حاصل کرنا ہے ؛

—— سیالدہ کے ڈاکہ کا مقدمہ علی پور عدالت سیشن میں رات بھر پیش رہا۔ صبح ۴½ بجے فیصلہ صادر کیا گیا۔ ۱۵ ملزم بری کر دیئے گئے۔ اور ۲۱ کو مختلف میعاد کی سزائیں دی گئیں ؛

ممالک غیر کی خبریں

—— وارسا۔ ۳ ر جولائی۔ پولینڈ میں بالخصوص شمال مشرق کی طرف بڑا بھاری طوفان آیا۔ . . . . ۱۵۰ سے زائد آدمی بے خانماں ہو گئے ہیں۔ پل کارخانے اور ہزارہا گھر تباہ ہوگئے ہیں۔ تخمیناً ایک کروڑ پونڈ کا نقصان ہوا ہے۔

—— لنڈن ۴ ر جولائی۔ لارڈ ریڈنگ اور لارڈ برکن ہیڈ کے درمیان ہندوستانی مسائل کے متعلق جو کانفرنس ہو رہی تھی وہ ختم ہوگئی۔ چنانچہ اب لارڈ ریڈنگ ان لوگوں سے ملاقات کر رہے ہیں۔ جن کے ساتھ ملاقاتیں اب تک نہیں ہوئی تھیں لارڈ برکن ہیڈ نے تقریباً تین ہزار مہمانوں کو دفتر وزیر ہند میں لارڈ ریڈنگ سے ملاقات کے لئے دعوت دی ہے ؛

—— لنڈن۔ ۳ ر جولائی۔ لارڈ برکن ہیڈ نے ۲۷ ر جون کو لاڈبرو میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ایسا وقت یقیناً آنیوالا ہے۔ جبکہ ہمیں اپنے آپ سے یہ سوال کرنا ہوگا۔ کہ ہم ایک ایسے ملک کے بالمقابل درماندہ و عاجز ہو گئے ہیں۔ جسکی ڈپلومیٹک نمائندگی ہمارے درمیان میں ہو رہی ہے۔ لیکن جو اپنے نہ رکنے والی خفیہ کارروائیوں کے ذریعہ سے دولت برطانیہ کی تباہی کی کوشش کر رہا ہے۔ اس تقریر کی وجہ سے موسیو چیچرن کو روائٹر کے ایک نمائندے متعیم ماسکو سے ملاقات کے دوران میں یہ کہنا پڑا کہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ لارڈ برکن ہیڈ روس کے ساتھ سیاسی تعلقات کو منقطع کرنا چاہتے ہیں۔ موسیو چیچرن نے ملاقات کرتے ہوئے یہ بھی کہا۔ کہ ہمارا دوسرا قدم جنگ کا ہوگا ؛

—— لنڈن۔ ۴ ر جولائی۔ پیرس کا ایک پیام مظہر ہے کہ فرانسیسی دارالعوام میں موسیو پین لیوے نے بیان کیا۔ کہ جنگ مراکش میں ابتدا سے لیکر اب تک چار سو فرانسیسی افسران مارے گئے ہیں یا غائب ہیں ؛